109768 ـ رمضان كے آخرى عشره ميں قيام الليل كى دو حصوں ميں تقسيم

سوال

برائے مہربانى رمضان كے آخرى عشره ميں قيام الليل كو حصوں ميں تقسيم كرنے كے متعلق علماء كرام كے اقوال بيان فرمائيں كہ كچھ قيام رات كے اول ميں اور كچھ آخر ميں كرتے ہيں جيسا كہ آج كل اكثرمساجد ميں ہو رہا ہے، اور اس كے ساتھ اگر ممكن ہو سكے تو دلائل بھى ذكر كريں ؟

پسنديده جواب

الحمد للہ.

رمضان المبارك كى راتوں ميں رات كو قيام اور دوسرى عبادات كرنا مستحب ہے، اور خاص كر آخرى عشره كو مزيد عبادت و تہجد كے ليے مخصوص كرنا چاہيے تا كہ اللہ كى مغفرت و بخشش اور رحمت طلب كى جا سكے، اور ليلۃ القدر كا حصول بھى ہو جو كہ ايك ہزار راتوں سے افضل ہے.

پھر نماز تراويح تو قيام الليل ميں شمار ہوتى ہيں اور اسے تراويح اس ليے كہا جاتا ہے كہ ركعات كے درميان كچھ راحت كرنے كے ليے بيٹھا جاتا ہے، اس ليے اس ميں وسعت پائى جاتى ہے، اور آدمى كے ليے رات كے وقت جتنى چاہے ركعات ادا كرنى جائز ہيں اور جس وقت چاہے ادا كر سكتا ہے.

الموسوعۃ الفقهيۃ ميں درج ہے:

" رمضان المبارك كى راتوں ميں قيام كرنے كے مسنون ہونے ميں كوئى اختلاف نہيں، كيونكہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" جس نے بھى رمضان المبارك ميں ايمان اور اجروثواب كى نيت سے قيام كيا اس كے پچھلے سارے گناه بخش ديے جاتے ہيں "

اور فقہاء كرام كا كہنا ہے كہ: تراويح قيام رمضان ہيں؛ اس ليے افضل و بہتر يہى ہے كہ رات كا اكثر حصہ اسع بادت ميں بسر كيا جائے؛ كيونكہ يہ قيام الليل ہے " انتہى

ديكھيں: الموسوعۃ الفقهيۃ (34 / 123).

آج کل خاص کر آخری عشرہ میں جو اکثر امام عشاء کی نماز کے بعد لوگوں کوتراویح پڑھاتے ہیں اور پھر رات کےآخری حصہ میں دوبارہ مسجد آ کر قیام کرتے ہیں یہ مشروع ہے ممنوع نہیں، اور اس کے لیے کوئی ایسی دلیل نہیں جو منع کرتی ہو.

مقصود یہ ہے کہ آخری عشرہ میں حسب استطاعت جدوجھد کی جائے اور رات کو بیدار رہا جائے، اور اگر انسان رات کو دو حصوں میں تقسیم کرے کہ کچھ رات کی ابتدا میں عشاء کے بعد کچھ قیام کر لے اور پھر سو جائے اور رات کے آخری حصہ میں اٹھ کردوبارہ قیام کرے یا قرآن مجید کی تلاوت کرے تو یہ بہتر اور افضل ہے.

شیخ عبد اللہ بابطین کہتے ہیں:

" مسئلة:

رمضان المبارك کے آخری عشرہ میں عادت سے زیادہ قیام کرنے کا بعض لوگ انکار کرتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ:

اس کے انکار کا سبب یہ ہے کہ اغلب طور پر عادت نہیں اور پھر سنت سے جہالت ہے کہ جس پر صحابہ کرام اورتابعین عظام اور آئمہ کرام تھے اس کا لوگوں کو علم نہیں.

اس کے بارہ میں ہم یہی کہیں گے کہ: احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رمضان المبارك میں قیام کی ترغیب ثابت ہے، اور خاص کرآخری عشرہ میں تو اس کی اور بھی تاکید آتی ہے.

جب یہ واضح ہوگیا کہ تراویح کی رکعات کی تحدید نہیں اور سب علماء کے ہاں اس کا وقت نماز عشاء کی سنتوں کے بعد سے لے کرطلوع فجر تك ہے، اور آخری عشرہ کی راتوں کو بیدار رہنا سنت مؤکدہ ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی راتیں باجماعت تراویح پڑھائیں تو پھر پہلے عشرہ میں ایسا کرنے والے شخص آخری عشرہ میں کرنے والے پراعتراض کیسے کرتا ہے.

رات کی ابتدا میں نماز ادا کرتا ہے جس طرح وہ رمضان کی ابتدا میں لیکن وتر نہیں پڑھتا اور پھر بعد میں جتنی آسانی ہو ادا کرتا ہے اس سب کو قیام کہا جائیگا.

اور ہو سکتا ہے انکار کرنے والے کوفقھاء کے اس قول سے دھوکہ ہوا ہو کہ مستحب یہ ہے کہ قرآن مجید ایك بار قرآن مجید ختم کرنے سےزائد نہ پڑھے، لیکن مقتدیوں پر زیادہ پر ترجیح دیتے ہوں.

اس کی علت انہوں نے یہ بیان کی ہے تا کہ ایك بار سے زائد بار قرآن ختم کرنے میں مقتدیوں کو مشقت نہ ہو، یہ نہیں کہ شرعی طور پر زیادہ مشروع نہیں، ان کی کلام اس پر دلالت کرتی ہے کہ اگر مقتدی ایك بار ختم کرنے سے زیادہ کو

ترجیح دیتے ہوں تو مستحب ہے، اور اس کی تصریح علماء کے اس قول میں ہےکہ: الا یہ کہ مقتدی زیادہ کو ترجیح دیتے ہوں.

لوگوں کی زبان پر رات کی ابتدا میں کیے جانےوالے قیام کو تراویح کا نام چلنا اور اسے تراویح کہنا اور بعد میں کیے جانے والے قیام کو تہجد کہنا یہ عوامی تفریق ہے، حالانکہ یہ سب قیام ہی ہے.

بلکہ اسے قیام رمضان کو تراویح کا نام اس لیے دیا گیا ہے کہ ہر چار رکعت کے بعد لوگ تھوڑا آرام کرتے تھے کیونکہ وہ نماز لمبی ادا کرتے تھے، (یعنی سنت کے مطابق آٹھ رکعت) اس کا انکار کرنےوالے کا سبب یہ ہے کہ وہ جہاں رہتا ہے اس علاقے کےلوگ ایسا نہیں کرتے اور یہ ان کی عادت کی مخالفت ہے، اور اس دور کے اکثر لوگوں کی بھی عادت نہیں اور اسی طرح وہ سنت نبویہ سے بھی جاہل ہے اور آثار کا بھی علم نہیں.

اور اسی طرح صحابہ کرام اور تابعین عظام جس طریقہ پر تھے اس سے بھی جاہل ہے، اور کچھ لوگ جو یہ گمان کرتے ہیں آخری عشرہ میں جو ہماری بعد والی نماز ہے اسے بعض علماء نے ناپسند کیا ہے، حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ تعقیب والی نماز تو وہ کہلاتی ہے جو نماز تراویح اور وتر سے فارغ ہو کر باجماعت ادا کی جائے.

نماز تعقیب کی تعریف میں سب فقہاء کی کلام یہی ہے کہ وہ تراویح اور نماز وتر کے بعد باجماعت نفلی نماز ہے، اس طرح ان کی کلام سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ نماز وتر سے قبل نماز تعقیب نہیں کہلائیگی " انتہی مختصرا

دیکھیں: الدرر السنیة (4 / 364).

اور شیخ صالح الفوزان اپنی کتاب " اتحاف اہل الایمان بمجالس شہر رمضان " میں رقطراز ہیں:

" رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا اور پیروی کرتےہوئے اپنی جدوجھد اور عبادت زیادہ کر دیتے ہیں، تا کہ لیلۃ القدر کا حصول ہو کیونکہ یہ رات ایك ہزار مہینوں سے بہتر ہے.

اس لیے جو لوگ ابتدا رمضان میں تئیس رکعات ادا کرتے ہیں وہ آخری عشرہ میں اسے تقسیم کر دیتے ہیں اس طرح وہ رات کی ابتدا میں دس رکعات ادا کرتے ہیں جسے وہ تراویح کا نام دیتے ہیں، اور رات کےآخری حصہ میں دس رکعات اور وتر ادا کرتے ہیں اور یہ رکعات پہلی رکعتوں سے عموما لمبی ہوتی ہیں اور اسے قیام یا تہجد کا نام دیتے ہیں.

یہ صرف نام کا اختلاف ہے وگرنہ ساری رکعات کو تراویح یا قیام کہنا جائز ہے، اور جو شخص ماہ کے ابتدا میں گیارہ یا تیرہ رکعات ادا کرتا تھا اور آخری عشرہ میں دس رکعات کا اضافہ کر کے رات کے آخری حصہ میں لمبی کرکے ادا کرتا ہے تا کہ آخری عشرہ کی فضیلت کو پا سکے اور خیر و بھلائی میں زیادہ جدوجھد کر سکے تو جائز

ہے،

اور اس کی دلیل سلف صحابہ کرام ہیں اور اس کے علاوہ دوسرے علماء بھی ایسا کرتےتھے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اس طرح انہوں نے دونوں قول جمع کر لیے پہلے بیس دن تو تیرہ رکعات اور دوسرا قول تئیس رکعات والا آخری عشرہ میں " انتہی

مزید آپ سوال نمبر (82152) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

یہاں یہ بات ضروری ہے کہ تراویح میں سنت گیارہ رکعات ہی ہیں کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی ثابت ہیں.

واللہ اعلم .